کچھ خواتین کے بارے میں

مولانا نازر محمد صدیقی

استاذ جامعہ فاروقیہ، کراچی

اسلام سے قبل عربوں میں عورت کا کوئی مقام نہیں تھا۔ لڑکی کو باعث ننگ وعار تصور کیا جاتا تھا، اور اس کا یہ حق بھی نہیں سمجھا جاتا تھا کہ اس کو زندہ ہی رہنے دیا جائے۔ بہت سے شقی القلب خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بچی کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیتے تھے یا اس کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے، یہ تھا لڑکیوں کے بارے میں ان عربوں کا ظالمانہ رویہ جن میں رسول پاک ﷺ مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات وارشادات کی برکت سے عورت کو اونچا مقام ملا۔ بیٹی کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس بندے یا بندی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی''۔ (صحیح بخاری و مسلم)۔ صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے یہ انتہائی خوشخبری سنائی کہ لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے اہل ایمان قیامت میں اس طرح میرے قریب اور بالکل میرے ساتھ ہوں گے جس طرح ایک ہاتھ کی باہم ملی ہوئی انگلیاں ساتھ ہوتی ہیں۔

قرآن کریم میں ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم، اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت کے ساتھ اس طرح دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے اعمال میں اللہ کی عبادت کے بعد ماں باپ کی خدمت اور راحت رسانی کا درجہ ہے، اللہ کی رضا والدین کی رضامندی سے وابستہ ہے، لیکن والدین میں ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ مسند احمد اور سنن نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ''جنت ماں کے قدموں میں ہے'' اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب میں بیچاری عورت کی حیثیت ایک خرید کردہ جانور سے کچھ زیادہ مختلف نہیں اور اس غریب کا کوئی حق نہیں سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ اسلام میں شوہر کو یہ حکم ہے کہ وہ بیوی کو اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت سمجھے، اس کی قدر اور اس سے محبت کرے، اگر اس سے غلطی ہو جائے تو چشم پوشی کرے، صبر وتحمل و دانش مندی سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے، اپنی استطاعت کی حد تک اس کی ضروریات اچھی طرح پوری کرے اس کی راحت رسانی اور دل جوئی کی کوشش کرے۔ خود رسول پاک ﷺ کا بیویوں کے ساتھ برتاؤ معیاری اور مثالی تھا۔ آپ ﷺ نے بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کمال ایمان کی شرط قرار دیا اور یہ واضح فرمایا کہ آدمی کی اچھائی اور بھلائی کا خاص معیار اور نشانی یہ ہے کہ اس کا برتاؤ اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو۔

اسلام میں عورت کا یہ مقام وشرف صرف عورت ہونے کی حیثیت سے نہیں، بلکہ عورت قرآن کریم میں ذکر کردہ صفات حسنہ سے آراستہ ہو تب ان کو یہ عزت ومقام حاصل ہے، سورہ احزاب کی آیت ۳۵ کی روشنی میں وہ درج ذیل دس ہیں:

(۱) جن کے عقائد درست ہوں۔(۲) اعمال جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ کے پابند ہو۔(۳) بندگی اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں ہوں۔(۴) صادق القول اور صادق العمل ہو، ایمان اور نیت میں صادق ہو یعنی نہ ان کے کلام میں کوئی جھوٹ ہو نہ عمل میں کم ہمتی اور سستی اور نہ ریا کاری ہو اور نہ نفاق ہو۔(۵) صبر کرنے والی عورتیں ہوں، اس میں صبر کی سب قسمیں داخل ہیں۔ یعنی طاعات وعبادات پر ثابت قدم رہنا اور معاصی سے اپنے نفس کو روکنا اور مصائب پر صبر کرنا۔(۶) خشوع کرنے والی عورتیں یعنی قلب سے عبادت کی طرف متوجہ ہوں اور اپنے اعضاء وجوارح کو بھی نماز میں خصوصاً خشوع وخضوع کا اہتمام ہو۔(۷) خیرات کرنے والی عورتیں اس میں زکوۃ اور صدقات نافلہ سب داخل ہیں۔(۸) شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی ہوں۔(۹) روزہ رکھنے والی عورتیں۔(۱۰) بکثرت اللہ کو یاد کرنے والی عورتیں یعنی جو اذکار فرض کے علاوہ نفلی اذکار کو بھی ادا کرتی ہیں۔

عورت پر شوہر کے جو حقوق اور ذمہ داریاں ہیں اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم وہدایت کا خلاصہ یہ ہے کہ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنے لئے سب سے بالاتر سمجھے، اس کی وفادار اور فرمانبردار رہے اس کی خیرخواہی اور رضاجوئی میں کمی نہ کرے، اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی اس کی خوشی سے وابستہ سمجھے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کا سب سے پہلا مدرسہ ان کا اپنا گھر اور ماں کی گود ہے۔ عورتوں کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی اولاد کو دیندار بنادیں اور دوزخ سے بچادیں، دین کے پھیلانے میں صحابیات کا بڑا حصہ ہے خود اسلام پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو بھی دین پر چلاتی تھیں ان میں دین سکھانے کے بڑے جذبے تھے۔ صحابیات کے بعد والی عورتوں میں بھی اسلام کی تعلیم کو رواج دینے کا اس قدر خیال تھا کہ جب ان کے گھر سے ان کے بیٹے یا بھائی دین کا علم پڑھنے کے لئے سفر کو جانے لگتے تو ان کی جدائی پر ذرا غم نہ کرتی تھیں اور ان کے خرچ کے لئے اپنا زیور تک دیتی تھیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے جب علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ اور بہن نے خرچ کی ذمہ داری لی اور ایک بہت بڑے عالم قاضی زادہ راوی گزرے ہیں جب انہوں نے حصول علم کے لئے سفر کا ارادہ کیا تو ان کی بہن نے اپنا بہت سا زیور ان کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ کا واقعہ تو مشہور ہے کہ ان کی والدہ صاحبہ نے اپنے کم سن بچے کو علم دین سیکھنے کے لئے دور بھیج دیا اور جو کچھ پاس تھا یعنی چالیس اشرفیاں وہ بھی بچے کو دے دیں چلتے وقت یہ نصیحت کی کہ بیٹا جب بولو سچ بولو ایک بوڑھی ماں کی نصیحت کا اثر اور بچے کو دین پر ڈالنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ راستے میں سب ڈاکوؤں نے لوٹ سے توبہ کر لی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے

قافلے کا لوٹا ہوا سارا سامان بھی مل گیا۔ صحابیات اور ان کے بعد والی عورتوں میں یہ جذبہ بھی تھا کہ وہ اپنے لڑکوں کو دین کے لیے جان دینے اور دین پر قربان ہونے کے لیے پرورش کرتی تھیں۔ اس قسم کے واقعات سے اسلامی تاریخ بھری پڑی ہے۔ مرد کی طرح عورت کو بھی حقوق العباد کا خیال رکھنا چاہیے والدین کے حقوق اور خدمت گزاری کا اہتمام کریں شوہر کے حقوق کے ساتھ ساتھ پڑوسی کے حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے پڑوسی کے بارے میں جبرئیل علیہ السلام اتنی تاکید کرتے رہے کہ مجھے خیال ہوا کہ پڑوسی کو ترکہ کا وارث کر کے چھوڑ دیں گے''۔ جھوٹ، چغلی، گانا، حرام روزی، غیبت، حسد، بے پردگی، ناول، افسانے، تھیٹر اور سینما فضول خرچی اور بخل وغیرہ جیسے رذائل سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے۔ وقت پر نماز، زیورات کی زکوۃ، نفلی صدقات، اللہ کا ذکر، زبان کی حفاظت، اصلاح معاشرہ کے لئے محنت، نیکیوں کا پھیلانا اور گناہوں سے روکنا نامحرم سے پردہ، جیٹھ دیور سے بطور خاص پردے کا اہتمام اور دین کی ضروری باتوں کا سیکھنا سکھانا ایک مسلمان خاتون کے لئے اشد ضروری ہے۔

عورتوں کی بڑھتی ہوئی غفلت اور دین سے لاپرواہی جو عام ہو رہی ہے اس کی روک تھام کے لئے عورتوں کو تعلیمی حلقوں میں جوڑنا از حد ضروری ہے علم کی اہمیت اور فضیلت قرآن وحدیث میں نہایت بین اور واضح طور پر بیان کی گئی ہے قرآن مجید کے نزول کی ابتدائی آیات میں علم کا تذکرہ ہے اور سب سے پہلا لفظ اقراء جس کے معنی پڑھنے کے ہیں، نازل ہوا سب سے پہلی نعمت جو حضرت آدم علیہ السلام کو عطا ہوئی وہ علم ہی تھا، حدیث میں حصول علم کو فرض قرار دیا گیا ہے بغیر علم کے نہ انسان ان مطلوبہ صفات کو حاصل کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنی برائیوں اور کمزوریوں سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔

اس لئے خواتین کی اصلاح کے لئے علم ضروری ہے مگر علم اس وقت تک نافع نہیں ہوتا جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے صحابہ کرامؓ کا دستور یہ تھا کہ وہ قرآن کے علم وعمل دونوں کو حاصل کر کے آگے قدم بڑھاتے مثلاً اگر نبی ﷺ سے دس آیتیں بھی پڑھ لیتے تھے تو جب تک ان آیات کے تمام علم وعمل کو اپنے اندر جذب نہ کر لیتے آگے قدم نہ بڑھاتے، اس وقت خواتین کا جو دینی علوم کے حصول کی طرف رجحان ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کو صرف کورس کے درجے میں نہ سمجھے بلکہ رضا الٰہی اور آخرت کی کامیابی کی منزل ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہیے اس کے علاوہ تعلیم کا حصول وقت کے اکابر اور صاحب تقویٰ علماء کے مشورے کے مطابق ضروری ہے بصورت دیگر وہ علم نافع نہیں رہے گا بلکہ وبال کا موجب بنے گا، علم کے حصول میں نیت کی پاکیزگی کا اہتمام اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ حدیث مشہور کے مطابق تمام اعمال کا دارومدار صرف نیت پر ہے علم دین سے بہتر علم دنیا میں اور کیا ہوسکتا ہے لیکن اس کا نفع بھی انہی لوگوں کو پہنچتا ہے جو اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے عزم بالجزم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ان لوگوں کو قرآن سے کوئی نفع بھی نہیں پہنچتا جو اس کی فصاحت وبلاغت کی تعریف میں تو بہت رطب اللسان رہتے ہیں لیکن اس کی ہدایات پر عمل کرنے کا ارادہ ان کے اندر نہیں پایا جاتا۔

☆......☆